ترجمان الحدیث

خادم القرآن جناب قاری محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ

چند یادیں ... چند باتیں

چودھری محمد یٰسین ظفر پرنسپل جامعہ سلفیہ

تمام دینی، جماعتی اور تدریسی حلقوں میں قاری محمد رمضان مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا شمار پاکستان کے اولین قراء میں ہوتا ہے۔ آپ کے ہم عصروں میں قاری محمد یحییٰ رسول نگری اور قاری محمد اسلم آف گوجرانوالہ شامل ہیں۔

کھلا چہرہ کشادہ پیشانی، گورا رنگ، متبسم آنکھیں، فربہ جسم یہ ہیں ہمارے ممدوح جناب استاذ الحفاظ قاری محمد رمضان صاحب جو گذشتہ دنوں زندگی کی 71 بہاریں دیکھ کر جنت مکین ہوگئے۔ **انا لله وانا اليه راجعون**۔ آپ کو قابل رشک حسن خاتمہ نصیب ہوا۔ صبح چھ بجے سے طلبہ کا سبق اور منزلیں سنتے رہے۔ ساڑھے دس بجے وقفہ کیا اور خود آرام کے لیے اپنے کمرے میں تشریف فرما ہوئے۔ تو روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے آپ پرسکون نیند لے رہے ہیں۔

لا حول ولا قوة الا بالله... اللهم اغفرله وارحمه.

قاری محمد رمضان نہ صرف تجوید وقراۃ کے ماہر تھے۔ بلکہ آپ نے علوم اسلامیہ کی مکمل تعلیم حاصل کی اور جامعہ محمدیہ اوکاڑہ سے سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے ہم عصر شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی، مولانا عبدالسلام بھٹوی تھے۔ ابتداء میں آپ نے اسلامی علوم کی تدریس سے کام کا آغاز کیا، لیکن بعد میں اپنی والدہ کی شدید خواہش پر صرف حفظ القران کا شعبہ اختیار کر لیا۔ اپنی تعلیمی وتدریسی خدمات کا آغاز 1967 جامع مسجد اہل حدیث خانیوال سے کیا۔ اس کے بعد جلد ہی آپ جامع مسجد الفردوس گلبرک سی میں تشریف لے آئے۔ اور فیصل آباد میں پہلا مدرسہ حفظ القرآن بنانے کا اعزاز حاصل کیا۔ 1973 میں آپ مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی کی خصوصی دعوت پر جامعہ سلفیہ فیصل آباد تشریف لے آئے۔ اور تادم مرگ جامعہ سلفیہ میں شعبہ حفظ میں تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تقریباً 42 سال شعبہ حفظ کے صدر مدرس رہے۔ اور سینکڑوں طلبہ کو حفظ مکمل کرایا۔ آپ جامعہ سلفیہ کی بعض ابتدائی کلاسوں میں بھی حفظ کرواتے رہے۔ آپ کے مایہ ناز شاگرد پوری دنیا میں دعوتی،

03332067628 3-

تبلیغی، تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جو آپ کے لیے بہترین صدقہ جاریہ ہیں۔

آپ للّٰہیت اور اخلاص کے پیکر تھے۔ جامعہ سلفیہ کے ساتھ غیر مشروط دلی وابستگی تھی۔ آپ نہ صرف تدریس کا کام کرتے۔ بلکہ جامعہ سلفیہ کے بہترین ترجمان اور بے لوث سفیر بھی تھے۔ جامعہ سلفیہ کی حسن کارکردگی کا چرچا کرتے۔ اور فیصل آباد کے ممتاز تاجروں، صنعتکاروں سے زرتعاون حاصل کرتے تھے۔ خصوصاً رمضان المبارک میں آپ کا یہ کام اور زیادہ بڑھ جاتا۔ انفرادی رابطوں کے ساتھ آپ مختلف معروف مساجد میں درس قرآن ارشاد فرماتے۔ اور جامعہ کے لیے خوب تعاون حاصل کرتے۔ لوگ دل وجان سے آپ کی قدر کرتے۔ اور دل کھول کر تعاون کرتے۔ جامع مسجد الفردوس میں خدمات کے دنوں میں بہت سے لوگوں نے آپ سے قرآن حکیم ناظرہ پڑھا۔ جس کی وجہ سے آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ اور بازار جاتے تو ہر دوسرا دوکان دار کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ بہت ملنسار اور خلیق تھے۔ آپ تمام حلقوں میں ہر دلعزیز تھے۔ لوگوں سے مسلسل رابطہ رکھتے اور ان کی خوشیوں، غمیوں میں شریک ہوتے۔ آخری عمر میں ذرا چلنا پھرنا مشکل تھا۔ اس کے باوجود آپ تمام جگہوں پر پہنچ جاتے تھے۔

آپ بہت صاف دل اور نرم خو تھے۔ خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبے سے سرشار طلبہ کے ساتھ بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتے۔ ان کی ضروریات کا بہت خیال کرتے۔ اچھی خوراک، پھل اور دودھ کا اہتمام کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ سلفیہ کی کچھ ذمہ داریاں آپ کے سپرد ہوئیں۔ آپ کے طرز عمل کو دیکھ کر طلبہ نے آپ کو (ام الجامعہ) جامعہ کی ماں کا خطاب دیا۔ طلبہ کے ساتھ خاص لگاؤ تھا۔ انہیں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔ اور ہمیشہ عزت واحترام کے ساتھ نام لیتے۔ اکثر طلبہ کو بلاتے وقت نام کے ساتھ ''صاحب'' لگاتے۔ ٹوکنے پر فرماتے کہ یہ بھی ہمارے لیے صاحب سے کم نہیں ہیں۔ مختلف تقریبات میں شریک ہوتے تو طلبہ کی بھی خواہش ہوتی کہ قاری رمضان صاحب خطاب کریں۔ کیونکہ قاری صاحب محترم ہمیشہ طلبہ کو مخاطب کرتے تھے۔ عزیز طلبہ تم آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہو۔ دل کی دھڑکن اور ماتھے کا جھومر ہو۔ اس پر طلبہ بہت خوش ہوتے۔

قاری محمد رمضان میں یہ منفرد خوبی تھی۔ کہ وہ اپنے رفقاء کی خامیوں سے آگاہ ہونے کے باوجود ہمیشہ حوصلہ افزائی فرماتے۔ کوتاہیوں سے صرف نظر کرتے اور خوبیوں کی تحسین کرتے۔ جس سے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھ جاتا۔ آپ نے اگرچہ کبھی جماعتی ذمہ داری قبول نہیں کی تھی۔ لیکن جماعتی سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رہتے۔ اور اچھے کام کی جہاں تحسین کرتے وہاں نالائقیوں پر خوب کوستے تھے۔ اور افسوس کا اظہار کرتے۔ ان کی شدید خواہش ہوتی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کو تمام شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں حیثیت حاصل ہو۔

آپ سیاست میں بھی دلچسپی لیتے۔ بنیادی طور پر مسلم لیگ (ن) کے حامی تھے۔ ان کی کامیابیوں پر خوشی کا اظہار کرتے۔ لیکن ان کی کرپشن اور بعض قابل گرفت معاملات پر کبیدہ خاطر ہوتے۔ اور افسوس کا اظہار کرتے۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی فرقہ واریت کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے۔ اور ایسے لوگوں اور علماء سے نفرت کرتے۔ جو موجودہ حالات کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بجائے گروہ بندی اور لوگوں میں خلفشار پیدا کرتے۔

آپ عالمی حالات پر بھی نظر رکھتے۔ امت اسلامیہ کی زبوں حالی پر آنسو بہاتے۔ اور مسلمانوں کے قتل عام پر اظہار افسوس کرتے۔ خصوصاً لیبیا، شام، عراق، یمن اور افغانستان کے حالات پر پریشان ہوتے اور ہمیشہ اصلاح احوال کی دعا کرتے۔

قاری صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ میرے دیرینہ تعلقات تھے۔ 1974 میں جامعہ سلفیہ داخل ہوا۔ اس وقت آپ بطور استاد جامعہ سلفیہ میں موجود تھے۔ لیکن ہمارے درمیان احترام کا رشتہ قائم تھا۔ بہت عزت دیتے تھے۔ خصوصاً جب میں مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے جامعہ میں لوٹ آیا۔ اور بطور مدیر التعلیم کام کا آغاز کیا۔ تو پھر پہلے سے زیادہ احترام دینے لگے۔ اور یہ وقار محض دیکھاوے کا نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں ہوتا۔ اور سچے دل اور پوری وفاداری سے نظام کی پابندی کرتے۔ میرے منع کرنے کے باوجود تمام آداب بجالاتے۔ یہ ان کا بڑا پن تھا۔ اور وہ واقعی میری دل سے قدر کرتے تھے۔ ہمارے درمیان بہت گہرا تعلق تھا، بلکہ ہم ایک دوسرے کے گھر کے فرد تھے۔ ایک دوسرے کے بچوں سے محبت اور تعلق تھا۔ خصوصاً میرے بچوں کو بہت پیار کرتے تھے۔ ان کے بچوں کی شادیاں ہوئیں، تو تمام تر انتظامات میں نے کیے۔ جس پر بے حد مسرور نظر آتے تھے۔ اپنے خاندان کے ہر فرد کو میرا بھرپور تعارف کراتے تھے۔

جامعہ سلفیہ میں تعمیر و ترقی کا سلسلہ جاری رہتا۔ اس کی تحسین کرتے۔ دفاتر مکمل ہوئے۔ تو بے حد خوش ہوئے اور فرماتے کہ یہ آپ کے ذوق اور حسن انتظام کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس پر تحدیث نعمت کے طور پر افتخار کا اظہار کرتے۔ اور ہر آنے والے مہمان کو جامعہ کی تاریخ کے ارتقائی مراحل سے آگاہ فرماتے۔ اور خوب تعریف کرتے۔ جامعہ میں منعقد ہونے والے تمام پروگرامز میں شریک ہوتے۔ اور حتی المقدور خدمت بجالاتے۔ کامیابی پر داد و تحسین فرماتے تھے۔

قاری محمد رمضان حقیقت میں جامعہ سلفیہ کی پہچان تھے۔ جامعہ اور قاری صاحب لازم وملزوم تھے۔ تمام دینی اور جماعتی حلقوں میں آپ کا یہی تعارف تھا۔ اکابر جماعت کی اس حسین یادگار کے آپ امین تھے۔ اور پوری دیانت داری سے اپنے فرائض سرانجام دیتے جہاں جاتے آپ کا موضوع سخن جامعہ سلفیہ ہوتا۔ اور اسی کا تعارف کرواتے تھے۔

قاری صاحب کے ساتھ میری چالیس سالہ رفاقت رہی۔ مجال ہے اس پورے عرصہ میں کبھی ناراض ہوئے ہوں۔ ہمیشہ مسکراتے اور خندہ پیشانی سے ملتے۔ اور تعاون کا یقین دلاتے۔ اچھی اور قابل عمل تجاویز دیتے۔ جامعہ کی ترقی کے لیے فکر مند ہوتے۔ ان کی خواہش ہوتی کہ جامعہ ہمیشہ ممتاز اور درجہ اول پر نظر آئے۔ دیگر اداروں سے موازنہ کرتے ہوئے جذباتی ہو جاتے اور جامعہ سلفیہ کے خلاف کوئی بات سننے کے لیے تیار نہ ہوتے۔

قاری صاحب رحمہ اللہ نے عرصہ 48 سال تک جامع مسجد الفردوس میں بطور خطیب خدمات سرانجام دیں۔ گلبرک سی کے ہر مکین میں آپ بہت معروف اور ہر دلعزیز تھے۔ چھوٹا بڑا، مرد، عورت آپ کا احترام کرتے۔ اور آپ بھی ان کی خوشیوں اور غمیوں میں برابر شریک ہوتے تھے۔ خصوصاً جامع مسجد کے بانیان اور ذمہ داران کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ اور آپ ان کے خاندان کے فرد شمار ہوتے تھے۔ حاجی اقبال، حافظ محمد داؤد عمران، خرم، حاجی محمد سلیم، میاں نعیم اور حافظ محمد اسلم صاحبان کے ساتھ بہت پیار کرتے۔ حافظ محمد اسلم صاحب نے خود بتایا کہ وہ چالیس سال سے مسجد میں نماز تراویح پڑھا رہے ہیں۔ اور قاری محمد رمضان صاحب متواتر چالیس سال سے ان کا قرآن سن رہے ہیں اور روزانہ خلاصہ بھی بیان کرتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ قاری صاحب نمود و نمائش سے کوسوں میل دور تھے۔ اور نہ ہی اشتہار بازی کو

پسند کرتے تھے۔ بڑی خاموشی سے دین کی خدمت کرتے تھے۔ یہ ان کے خلوص اور للّٰہیت کا نتیجہ ہے کہ عرصہ دراز تک ایک ہی جگہ خدمت اسلام کرتے رہے۔

قاری صاحب مرحوم بہت خوددار تھے۔ میں نے ذاتی طور پر ان کو بہت صابر شاکر پایا۔ کبھی بھی مشاہرے کے بارے میں بات نہ کرتے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے جامعہ کی بغیر تنخواہ کے خدمت کی ہے۔ آج شدت کے ساتھ احساس ہوتا ہے۔ کہ ان کے پائے کا قاری کسی اور جگہ لاکھوں کماتا۔ لیکن انہوں نے رضائے الٰہی کے لیے جامعہ میں رہنا پسند کیا۔ جامعہ نے ان کی رحلت کے بعد ان کے صاحبزادے قاری احمد فرحان کو شعبہ حفظ القرآن الکریم میں خدمت کا موقعہ دیا ہے۔ یہ نوجوان بہت صلاحیت کا مالک ہے۔ اور اپنے والد مرحوم کی طرح خوش اخلاق اور ملنسار ہے۔ بہت عمدگی سے تمام معاملات اور مسائل کو حل کرنے کا ملکہ رکھتا ہے۔ امید ہے یہ اپنے والد گرامی کی کمی کو پر کرے گا۔ ان شاءاللہ۔

قاری صاحب مرحوم کا جامعہ کی انتظامیہ کے ساتھ بھی بہت اچھا تعلق تھا۔ میاں فضل حق ان کی بہت قدر کرتے تھے۔ ان کے بعد میاں نعیم الرحمٰن بھی بڑے احترام سے پیش آتے تھے۔ صوفی احمد دین مرحوم کے ساتھ خاص تعلق تھا۔ قاری صاحب ان کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہتے تھے۔ اور باہمی مشاورت سے جامعہ سلفیہ کے امور طے کرتے تھے۔ اب بھی آپ بہت ذمہ داری ادا کر رہے تھے۔ جامع مسجد غفور نسیم عبداللہ گارڈن میں شعبہ حفظ القرآن کے صدر مدرس اور منتظم اعلی تھے۔ حاجی بشیر احمد صدر جامعہ اور جناب خالد پرویز (جو کہ مسجد غفور نسیم کے ناظم ہیں) کے ساتھ نہایت خوشگوار تعلقات تھے۔ اور تقریباً روزانہ ایک دوسرے سے رابطے میں رہتے تھے۔ تمام پروگرام باہمی مشاورت سے طے کرتے تھے۔

بلاشبہ قاری محمد رمضان صاحب مرحوم نے بھرپور زندگی گزاری اور قرآن کے خادم بن کر یہ فریضہ سرانجام دیتے ہوئے۔ اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔ آپ کی وفات قابل رشک ہے۔ اور حسن خاتمہ کی علامت ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی دینی، ملی، تعلیمی، اصلاحی خدمات قبول فرمائے۔ اور ذخیرہ آخرت بنائے۔ بشری لغزشوں کو معاف کرے۔ تمام لواحقین اور متعلقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ (آمین)

☆......☆......☆......☆